رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO. A. 783



ممتاز المطابع پریس لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ ۲ر

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتے کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ الخیر شرالسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اُنھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروائین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستہ مین گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دولتخانے پر نیاز مند مینیجر خود نہین پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت مین مینیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اُنکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اُنھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف ... کے اشتہار کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان کشتی مین ملاحظہ ہو۔

جلد ۴۵ نمبر ۱۳

مضامین غیر

۱۰ اپریل ۱۹۲۰ء

نگارستان

نمبر ۳

"رقاصہ"

ایک عرب کی ناچنے والی سے کسی نے پوچھا تمھارے ہاتھ میں کونسی صنعت ہے۔ یعنی تمھارا ذریعہ رزق کیا ہے اس نے جواب دیا "ہاتھ میں تو کوئی صنعت نہیں مگر پاؤں میں ہے" مضمون رقاصہ کا قلم بھی اگر چاہے تو یہی اشارہ کر سکتا ہے۔ خصوصاً اس مضمون میں یہی صنعت ہے۔ نغمہ کا بیان گذشتہ نمبر میں ہوا۔ یہاں سے ناچ کا فن شروع ہوتا ہے یارو دل سنبھالو۔ پری نغمہ رخ دیو در کرشمہ ناز۔

گاتی ہوں بجاتی ہوں سدا کام ہے میرا
آفاق میں ...... پری نام ہے میرا

فرماتے ہیں:-

"جب تو گردوں میں زرا غم سے ایک خاص ہوتے ہوتے پہنچی ہوں چہرہ پھیر کر ایک رخسار کو گھمگٹ کرتی ہے اس حال میں کہ گھمگٹ کے کنارے کو تیزی سے ہاتھ کی مرضی وہ حالی رکھتی ہیں آپ ہو جاتا ہوں کہ اس پردہ عریاں سے بہکا کر نکلیں نہیں نکل سکتے دیکھتے ہوں اور تباہ ہوتا ہوں"

اس گت کا نام "لکھنؤ گھمگٹ گت" ہے۔ گر گھمگٹ والے میں ناقص ہے۔ انھوں نے ناچنا بھی چھوڑ دیا صد ناچ کے رموز بھی دل سے نکال پھینکے۔ اس فن کے ماہر کال دو چار ہی تھے مگر وہ سب بجائے صنعت مصنف گھمگٹ کر گئے" اور دونوں رخساروں کے گھمگٹ کر گئے" یا یوں کہیے کہ جان بچا کر نکل گئے اور نہ کہیے دیکھیے تباہ ہو گئے۔ اب رمز شناسی ہو اور قدر دانی خدا کے حضرت مصنف کے دم قدم سے ہم عمر سے قائم ہے۔ کیا معنی کہ رقاصہ گھمگٹ کرتی ہے اور حضرت نہ نکل سکتے ہیں نہ پیچھا چھڑا سکتے ہیں ایک رخسار کے گھمگٹ کرنے میں تو یہ حال ہوا اگر کہیں دونوں گھمگٹ کر کے کھل پردہ عریاں کا کیا مارتی تو کیا گذرتی؟

گھمگٹ کرنا۔ جوان چہرہ۔ پردہ عریان۔ جدت طرازی ہے اور جان بچا کر نکلنے کی کوشش حقیقی علم و فضل ہے بخیال تطویل ہم پوری عبارت تحریر نہیں کرتے جابجا جدت طرازی اور حقیقی علم و فضل کے عمدہ اور لطیف ثبوت زندہ دل ناظرین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ مثلاً

(۱) "فرش پر تیرتی ہوئی چلتی معلوم ہوتی ہے" شیوں کی ایک قسم ہے جسے "کبوتری" کہتے ہیں۔ کبوتری دانہ بدقول کے بعد تیرتی ہے۔ جدت طرازی یہ ہے کہ حضرت نے انسان کے ساتھ بھی تیرنے کی نسبت دی۔ حقیقی علم و فضل کی عینک سے تیرنے کا پُرلطف تماشا دیکھیے۔ غرغون فرغون۔

(۲) "صرف ہتھیلیوں کے تصادم سے تالیاں بجاتی ہے"

عجب کمال ہے عموماً لوگ۔ ناک کے ارتعاش سے تالیاں بجاتے ہیں۔ یہ کمبخت ہتھیلیوں کے تصادم سے تالیاں بجاتی ہے۔

(۳) "تال و سم" فارسی کا واو عطف جامع جدت طرازی و علم و فضل حقیقی ہے۔

(۴) "سازدے تال و سم کے ساتھ تیری بوٹی بوٹی پھڑکنے لگتی ہے تو میں بھی اپنے مضامین جنبش محسوس کرتا ہوں اور جی چاہنے لگتا ہے کہ میں بھی تیرے ساتھ رقص کرنے لگوں"

لیجیے صاحب وہی عارضہ پیدا ہوا جس کا ڈر تھا ناچ بھی شروع ہوئی مگر حسب معمول اس فقرے کے بعد وہی بیچارگی کا اعتراف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس جا پہنچ گئے بہ قدرت ہے جب تو نفی اختیار نہیں فرمائی اور یہ نہیں فرمایا کہ یہاں سنبھلنے نہیں لگا میں نہیں ٹھہرا۔ اور اس خیال سے نہیں ٹھہرا کہ دل نرم اپنے دل میں کیا کہیں گے۔ رقص رقصانہ ریش مطلوق۔ العجب کل العجب۔ جنبش رقصانہ! علامہ مغفور! آج تمہیں جنبش تفسیر خراں۔

(۵) "اپنے چرائے ہوئے بدن۔ کھنچی ہوئی گردن سے ادا کرتی ...... نہ جانے کہ اس وقت وہ ساری شرارتیں اور عبارتیں مجھ میں عود کر آتی ہیں جن سے میرے شباب کی ترکیب ہوئی ہے"

کیمیا گر کہتے ہیں ع

شہد سہاگا گھی موتی دھات کا جی

یعنی ان تین چیزوں کا مرکب کشتہ کو زندہ کر دیتا ہے۔ علی ہذا القیاس کشتہ حرارت شباب و اکسیر عبارت حضرت مضمون نگار کے چلانے (عود کرنے) کا نسخہ یوں مرتب ہو سکتا ہے چرایا ہوا بدن۔ کھنچی ہوئی گردن بل کھائے ہوئی کمر۔ بجاحبت آلودہ نگاہ۔ شرم آگین چتون۔ زیر نقاب چہرہ مساوی الوزن کوٹ چھان کے پھانکیں اور سو رہیں مگر یہ نسخہ ناقص العمل ہے جب تک طبلے کی گمک۔ مجیرے کی کھنک۔ گھنگھرو کی چھنک منک۔ تگے کی کڑک۔ گھنگھروؤں کی جھنکار۔ چرائے ہوئے بدن کی شنگار۔ آب رو رے شرم و حیا میں بھگو کے استعمال نہ مشکل ہے کہ شباب کے مردہ عناصر پھر ہری لے کے جاگیں۔

(۶) "تیری نزاکت کی طرف سے اپنے اندر ایک سخت خیال دشمنی پاتا ہوں"

اندر بھی کیا خوب اور پھر سخت خیال دشمنی کی ترکیب سبحان اللہ خیال کی سختی خدا کرے اندر نہ چبھے۔ جدت طرازی

(۷) "وہ شراب جو ابھی ابھی تیری لانبی سیاہ پلکوں کی آغوش میں سو رہی تھی"

شراب سوتی ہے اور ہکی نگاہ وہ لانبی سیاہ پلکیں حقیقی علم و فضل

(۸) "یہی جوانی کا وہ نشہ جو میرے بستر کی شکنوں پر ہر شخص کو میسر آ سکتا ہے بکھر نہ ڈال"

نشہ بھی بکھا دیا ہے کہ بستر پر ہاتھ سے بکھا ڈال دیا جاتا ہے۔ جدت طرازی۔

(۹) "بجلی فل ہوتا"

یہ وصل کی سوتیلی بہن ہے عوام کہتے ہیں جھلا ہے مگر حقیقی علم و فضل جھلا ہو جاتے ہیں

(۱۰) "روشن تھرتھری" یعنی تھرتھراتی ہوئی روشنی۔ جدت طرازی۔

(۱۱) "لوگ کہتے ہیں کہ تو عریانی ہے اور تیرا رقص دو زیادہ عریانی۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ ہر صنعت کی تکمیل عریانی پر ختم ہوتی ہے"

واقعی وہ صنعت ہی نہیں جو عریانی پر ختم نہ ہو۔ حقیقی علم و فضل۔

(۱۲) "پھر اگر دنیا میں ایسے لوگ ہیں جنکو تیرے رقص میں عریانی نظر آتی ہے اور وہ اس وجہ سے تجھ سے متنفر ہیں تو تعجب نہیں کیونکہ میری حس بیچارہ کام نہیں کر سکتی"

عریانی نظر آتی ہے دوسروں کو اور اپنی حس کی رسائی کا رونا روتے ہیں مضمون نگار صاحب بھلا عریانی میں حس کیا کام کرے۔ اور دونوں لفظ مونث ہیں۔ جدت طرازی

(۱۳) "مگر مجھے بھی پسند نہیں آیا کہ تو اس حیثیت سے اسقدر یسیر الحصول ہو"

یہ ہندی رقاصہ کو عربی میں نصیحت ہے یعنی جب تک قرأت میں نہو اسوقت تک حقیقی علم و فضل ظاہر نہیں ہو سکتا۔ یا ایتہا المغنیہ انت یسیر الحصول۔ ۔ اور نیاز وغیرہ و نازو ایسا ہی ہونا چاہیے کہ علامہ ہونے میں رقاصہ کو بھی شک نہو اور وہ یوں ہی ممکن ہے کہ تماشبینی اور قوت تحریر دانی کا درجہ برابر ہے۔ حقیقی علم و فضل۔

(۱۴) "جسم میں کشیدگی ہے"

جیسے تو کشیدہ قامت ہے "کشیدگی" کے معنی ہیں کھنچاؤ، کشیدہ کی معنی اور جسم کی کشیدگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر جدت طرازی ہے کسی کا اجارہ نہیں۔ قامت کا کشیدہ ہونا اور جسم میں کشیدگی ہونا انکے نزدیک ایک ہی شے۔

(۱۵) "جسوقت تو ناچتے ناچتے محض تکمیل فن کے لیے کسی ایسے حصہ جسم کو نمایاں کر دیتی ہے جسکو ملاں بھی کوئی پردہ کوئی حجاب نہیں چھپا سکتے۔ اسوقت میں بے اختیار ہو جاتا ہوں۔ حالانکہ حالت رقص سے جدا میں نے بار ہا تو دو سینہ کو دیکھا اور دیکھکر خاموش ہو گیا"

حالت رقص سے جدا بار ہا تو دو سینہ کو دیکھا تو خاموش ہو گیا۔ لیکن حالت رقص میں بے اختیار ہو گیا۔ بے اختیاری کی تفصیل درکار ہے کوئی شیرخوار تو تو دو سینہ دیکھتے ہی ہمکتا اور دودھ کی رٹ لگا دیتا ہے حضور شیرخوار نہیں ہیں تو پھر بے اختیاری میں کیا منہ سے نکلا؟ حاشا دیکھیے چھپانے نہیں کیونکہ ہر صنعت کی تکمیل عریانی پر ختم ہوتی ہے = "ہائے بے اختیاری عجب بلا ہے" اہل شرم و حیا سے التجا ہے کہ ہمیں عفو فرمائیں۔ مضمون کے الفاظ صحت کے ساتھ نقل ہوئے ہیں ہم نے کوئی تحریف نہیں کی۔ مطالب الفاظ ہی سے اخذ کیے جاتے ہیں حقیقی علم و فضل ابھی حاصل نہیں۔ باقی آئندہ

واقف

کھیل بگاڑ

دشمنی علم

ایک عجیب و غریب [illegible] کی [illegible] میں ناظرین [illegible] معتبرہ سے حضرت [illegible] بعض دلچسپ علمی امور پر خامہ فرسائی فرمائی کی ایک صاحب جو کسی کتب میں [illegible] اردو پنچ [illegible] فرماتے ہیں اپنی [illegible] سے [illegible] ہو گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ خریداروں میں کوئی دشمن علم نہیں ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شخص کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں ہوں جو بندہ عرض کرے کہ خود [illegible] زر خطیر قیمت اردو پنچ [illegible] اور [illegible] کی خریداری سے [illegible] [illegible] کی [illegible]

نصیحت پر عمل فرمائیں۔

(۱۷) "مرد ہا بشنو [illegible]"

اگر تم خالی بیٹھے خفا قبول نہیں کی تو کون خفا کرتا ہے کہ جناب ضرور نگاہ [illegible] ستا دل فرمائیے آپ ادھر آنکھ اٹھا کے نہ دیکھیے آپ کی خاطر سے مذاق علمی چھوڑ دینا ہمارے بس کی بات نہیں۔ خط طرب ہے بہنا نفرت، ضروری حاشیہ کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں ماشاءاللہ عبارت نہایت [illegible]

[illegible] سالہا سال۔ — ایڈیٹر

لکھتے ہیں — جناب ایڈیٹر صاحب، بندہ [illegible] ... کتب کا ممبر ہے اور اردو پنچ کا بالشوق مطالعہ کرتا ہے۔

حاشیہ، غلط! آپ کو شوق ہے نہ اردو پنچ آپ کے مذاق کے موافق ہے۔ مگر عنایت کا شکریہ قبول فرمائیں۔

سے کہاں دنیا میں اے مرزا بھلائی دیکھنے والے
خدا رکھے انھیں کو جو برائی دیکھ لیتے ہیں

متن: اردو پنچ کا دور لگا [illegible] یاد آتا ہے جب "جلے تن" اور "سر گذشت روزگاری" جو دیو دار [illegible] کی گھوڑ دوڑ" اور "بابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی" ایسے ایسے مضامین شائع ہوتے تھے۔ ایک حال کا اردو پنچ ہے جس کے مضامین خدا جانے کیا ہوتے ہیں مثلاً عریانی پر [illegible]

حاشیہ: واللہ سچ ہے آپ کی تحریر نور ورز [illegible] کسی نجم نے حکم لگایا تھا کہ مردہ پرست دنیا پھر ابھارے گی۔ آپ کو "جلے تن" کی روح کی قسم ٹھیک ٹھیک بتا دیجیے کیا آپ اس زمانہ میں اردو پنچ کے خریدار تھے یا یونہی دیر تک سر پر اوقات بسر فرماتے تھے۔ مہربان وہ وقت گیا جب "کہو زخم" دنیا آشیانہ نہ کرتی تھی۔ یا دیں جب سالہا سال کا اردو پنچ بھی علمی مضامین سے خالی نہیں آپ نے شاید مضامین کی سرخیاں کسی سے سنی سنائی یاد کر لی ہیں ورنہ یہ نہ فرماتے۔ کیوں حضرت آپ نے "پیاری دنیا عورت کھیتی آرا بیگم" کا مطالعہ بھی کیا ہے؟

متن۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مضمون مذکور سے مجھے نفسی نہیں آتی۔

حاشیہ: خدا رحم کرے [illegible] کیجیے۔ ہماری [illegible] جنبش زمانے کا ایک قصہ ہمیں یاد ہے۔ سنتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں کوئی ظریف مضحک حکایات کے نقل در کرنے میں شہرت رکھتا تھا ایک روز خلیفہ نے اُس سے کہا کہ آج اگر تو نے مجھے نہ ہنسایا تو جان کی خیر نہیں۔ غریب نے اپنی کل کائنات صرف کردی دن بھر یکے بعد دیگرے افسانہ کہتا رہا، اعضاء و جوارح کے مضحک حرکات اختیار کرتا رہا مگر خلیفہ کے ہونٹوں پر شکن بھی نہ پڑی۔ ساری قوت ختم ہوگئی جلاد وعدہ پورا کرنے بڑھا۔ مسخرے نے آنکھیں دکھائیں۔ اجل سامنے آ کھڑی ہوئی۔ نقال صاحب نے دل میں کہا کمبخت مروا ہی ڈالے گا۔ مگر کہا تھا دل میں نکل گیا زبان سے [illegible] بے تو کیا مار ہی ڈالے گا۔ بے بسی کا کل تھا۔ بس اتنا سنتے ہی خلیفہ مارے ہنسی کے لوٹ گیا بے اختیار اور گستاخانہ لہجہ بھی ناگوار نہ ہوا غریب اور وہ مسخرہ آپ کو کہاں پائے جو بے ادبی کے ارتکاب سے دل گرفتگی کا علاج کرے۔

متن: ہر صورت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی

حاشیہ: دیکھیے چارہ نہ کیجیے گا۔ ارے توبہ یا اللہ

ہم تیرے ہیں مرنے کو بیٹھے ہیں

نصیر الدین حیدر بادشاہ قدسیہ محل پر عاشق تھے قدسیہ محل مرگئیں بادشاہ نے اس غم میں سارے دربار کو سیاہ پوشی کا حکم دیا خود بھی سیاہ لباس زیب تن فرمایا۔ دربار بھر جانوروں کی کا فرش ہوگیا۔ کپڑے نہ آج اترے ہیں نہ کل۔ شاہی ادارہ بھی عشق نہ رہا اعلان ہوا کہ ماہ دولت اب تمام عمر اسی لباس میں رہیں گے۔ مگر جو تھے روز کا یا پلٹ گئی۔ [illegible] قیمتی پوشاک [illegible] حرکتیں [illegible] شب کو خواب میں ماہ دولت سے کہتی تھیں تم بھی ہمیں جلدی آ کر۔ جو شدا ہو ہماری محبت اور دیوان کی یادگار [illegible] خبر ہو [illegible] آج سے تک نام بھی کوئی نہ لے۔ صاحب [illegible] آیا ایسے تو [illegible] اے حضرت ہم دعا کرتے ہیں کہ جناب الٰہی [illegible] وقت تک زندہ رہیں۔ موت کی بھیانک تصویر کبھی سامنے [illegible]

آپ تو خیر گزر و مرے، اہل فہم خیال کرتے ہیں کہ مضمون معانی پیرا انسانی زندگی سے متعلق ہے موت کا تذکرہ ضمناً ہے۔ سر الیور لاج بیچارے اس فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ آخر عنصری جسم میں روح کیونکر محبوس ہو کے چھٹ جاتی ہے ہم نے یہ تماشا اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا در اصل یہ ہے ایک طبع اس طرح کا تماشہ ہو، امکان عقلی سے خارج ہے۔ تمثیلاً راقم مضمون نے جسم اثیری کے عارضی [illegible] انفصال کا تماشا پیش کیا ہے کہ الحاق و اتصال کی حالت میں تم بچے تھے بے شعور تھے ایک گرتی غلاف کے اندر تھے اب بڑے ہو عالم ہو فاضل ہو انفصال کی تفصیل سمجھنے کی کوشش کرو تو شاید الحاق و اتصال کی مہم بھی سر ہو جائے۔ سمجھنے والے کے واسطے یہ ایک عالمانہ ظرافت ہے۔ آپ ناحق ڈر گئے۔

متن: موت کے تذکرہ سے دل گرفتگی حادث ہوتی ہے۔

آل انڈیا مشاعرہ

سکندرہ راؤ

۱۹۳۰ء

جناب والا۔ سلام و نیاز۔ رائے قرار پائی ہے کہ امسال سکندرہ راؤ کے آٹھویں سالانہ مشاعرہ کو آل انڈیا مشاعرہ بنا دیا جائے [illegible] اپریل ۱۹۳۰ء کی درمیانی شب تاریخ مشاعرہ قرار پائی ہے [illegible] بجے شب سے مشاعرہ کا آغاز ہوگا امید کہ جناب والا ضرور شریک مشاعرہ ہوں گے اور اپنے کلام معجز بیان سے سامعین کو محظوظ فرما کر ممنون فرمائیں گے

[illegible] سلیمان ابر حشمت نظرا اور ابر [illegible]

طرح اردو۔ نظر آتے نہیں خون کے داغ ہو دیوار زنداں پر

قافیہ۔ زنداں وغیرہ ردیف۔ پر

طرح فارسی۔ تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما

قافیہ۔ دیوانہ وغیرہ۔ ردیف۔ ما

نوٹ۔ سیاسی مضامین کی جھلک کسی صورت میں بھی نظر آنی چاہئے۔ کسی پر چوٹ کرنا یا طنز کسی کے خلاف کچھ کہنا یا کوئی ایسی بات کرنا جس سے کسی دوسرے کی دل آزاری ہو کسی حال میں جائز نہ ہوگا۔

المشتہر

خان صاحب محمد یوسف علی خان اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم و چیئرمین میونسپل بورڈ۔ رائے صاحب لالہ [illegible] لال اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم و اسپیشل مجسٹریٹ۔ آغا [illegible] آنریری مجسٹریٹ [illegible] آنریری مجسٹریٹ۔ شیخ [illegible] ممبر میونسپل بورڈ۔ محمد یوسف [illegible] جناب نواب فصیح الملک مرزا داغ دہلوی مرحوم۔

حاشیہ: خداوند نعمت دل لگی بازی کے آگے موت بھی دل لگی ہے۔ اگرچہ اُس کا حدوث اور عروض انسان کے اختیار میں نہیں۔

متن: ہم نے [illegible] بیچ کا وہ زمانہ دیکھا ہے کہ آج میں آ کے ہی انسان پیٹ پکڑ کر لوٹنے لگتا تھا۔

حاشیہ: بجا ہے دشمن مرگی میں مبتلا تو نہ تھے؟ اچھا یہ تو بتایے اُس وقت عمر شریف کیا تھی؟ اگر عمر شریف اتنی ہی تھی جتنی آج ہے تو ہمیں مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور کا مزاج درست نہیں سلب ماہیت یا قلب ماہیت کا علاج ہونا چاہیے۔

[illegible]

[illegible]

بڑھاپا لاتے اور بالا پوشی بڑی باتیں کرے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ انتظام عالم پر برف گر گئی۔ گرما گرمی جاتی رہی۔ آپ کی وہی بات ہے کہ ایک شخص چلے جاتے تھے راہ میں کسی نے پوچھا حضرت آپ کا سن کیا ہے کہنے لگے پچاس برس کا۔ سائل نے کہا دس برس اُس طرف بھی جناب نے یہی سن بتایا تھا

اجلاس جناب منشی محمد [illegible] صاحب سب کلکٹر درجہ دوم تحصیل [illegible] ضلع کانپور

نوٹس حسب دفعہ ۲ فقرہ ۲ ایکٹ نمبر ۳ [illegible]

[illegible] پرگنہ [illegible] ضلع کانپور

[illegible] بنام [illegible] مسماۃ [illegible] موضع [illegible] پرگنہ [illegible] مدعا علیہ [illegible] بقایا [illegible] حسب [illegible] لگان [illegible] ہے [illegible] نہیں ہوا ہے [illegible] تم کو چاہیے کہ اندر میعاد [illegible] یوم کے تاریخ پہنچنے نوٹس [illegible] مطالبہ عدالت تحصیل [illegible] صاحب [illegible] ادا کردو اگر تم کو [illegible] کوئی عذر ہو تو عدالت [illegible] میں [illegible] میعاد مقررہ کے [illegible] کردو۔

نام موضع [illegible]

[illegible] کاشت [illegible]

رقبہ [illegible]

لگان [illegible]	[illegible]	باقی	سود	[illegible]
[illegible] ۱۳۳۷	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] ۱۹۳۰ء [illegible]

[illegible] ۱۰ اپریل ۱۹۳۰ء

بوڑھے " ہاں میرا قاعدہ ہے جہاں رہتا ہوں دس برس سے کم نہیں رہتا۔ اب دس سال تک آپ کے شہر میں قیام کروں گا۔ دوسری حکایت اس سے زیادہ لطیف ہے ایک بڑے میاں نے کسی جوان سے پوچھا نام خدا اب کیا عمر ہے۔ کہنے لگے بیس برس مگر خیال ہے کہ اٹھارہ اور انیس برس کی عمر ہوگی " نہیں تو سترھویں سال میں کوئی کلام نہیں لیکن میری انا جی کہتی ہیں کہ ابھی سولھواں بھی نہیں شروع ہوا ہے " انا جی کا قول آمنا صدقنا تسلیم نہیں تو میں دو چند برس پر بھی ہوئی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ میری بڑی بہن سیزدہ سالہ ہے اور میں اس سے دو برس چھوٹا ہوں۔ پس میں گیارہ سال قبل از ہیں گیارہ سال کا تھا اور ابھی گیارہ سال تک گیارھویں برس میں رہنے کا ارادہ ہے۔ بڑے میاں نے لپک کے ان کا منہ بھینچ لیا کہ آواز نہ نکلنے پائی۔ انھوں نے بڑی مشکل سے رہائی پائی اور پوچھا کہ یہ کیا نامعقول حرکت ہے۔ بڑے میاں نے جواب دیا صاحبزادے تم بہت پیچھے ہٹ رہے تھے میں ڈرا کہ کہیں پھر گیڑا .... بن کے اسی قدم میں نہ جا پڑو جس سے نکلے تھے ورنہ مجھے پر ہاتھ پاؤں مارنے لگو۔ میں تمھارا گھر بھی نہیں جانتا کہ تمھیں انا جی تک پہنچاؤں۔ تو خداوند نعمت آپ اگر سینگ تڑوا کے بچھڑوں میں داخل ہوتے وہ ہنستی کھیلتی عمر جو ذرا سی بات میں نہ کھیلتی کردیتی وہی میسر نہیں آسکتی۔

کوئی مضحک واقعہ اودھ پنچ میں درج ہوتا ہے تو دیکھنے والوں کو اب بھی اگلا سا لطف حاصل ہوتا ہے بڑے بڑے مسکراتے ہیں جہاں قہقہہ لگاتے ہیں زعفران پٹ پڑکے لوٹ جاتے ہیں۔ اخلاق و آداب و فن ادب کی اصلاح اور ملکی مسائل حق طلبی میں کوئی تنگنا ہو کے " جیتا نہیں جو حضور کو ہنسی آئے۔ مضحک واقعات روزمرہ حادث نہیں ہوتے ہمارے لیے یہی بہت ہے کہ دلکش طرز سے ضروری مطالب ادا کرتے رہیں۔ یہ مضبوط اور متانت سے لکھے ہوئے مضامین ہفتہ میں صرف اودھ پنچ کو میسر آتے ہیں اور اسی کا حصہ ہیں جس دن کوئی مستقل جواب ایسے عمدہ مضامین میں ہو جائے گا اس دن ہم سمجھ کہ گوشہ گیر ہو جائیں گے کہ بار الہا تو نے علی مذاق اپنے رحم و کرم سے درست کر دیا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ یہ ہمارا مکابرہ نہیں نعمت باری کا تذکرہ ہے۔ سمجھے۔

متن " بہر حال معاف کیجیے گا ایسے روح فرسا مضامین سے مجھے نفرت ہے۔ اگر عنوان یہی ہے تو بندہ مطالعہ سے درگزرا "

حاشیہ " دیکھیے بس میں نہیں ہے اختیار ورنہ ملت

غصہ سہا اور اسی چین جبیں سہی

سب کچھ سہی پر اک نہیں کی نہیں سہی

معلوم ہوتا ہے کہ جناب کو کسی نے بحر کا دیا ورنہ میں مرحوم نے اپنی کتاب فسانہ آزاد میں میاں خوجی کا حال لکھا ہے کہ میاں خوجی اپنے دوست کے یہاں مہمان گئے دوست نے مرغ پلاؤ پراٹھے قورمے کا اہتمام کیا بی گھر بس نے دیکھا کہ یہاں ضد مت کے بعد تیاری کی بابت دکھائی۔ دست بھارے تم پر تو میاں آپ ماش کی دال سے آگے نہ بڑھے اس آگے کے لیے یہ سامان رہ تو جا مورے خفا۔ میاں سے کہنے لگیں اے بازار سے بالائی تو لادو۔ وہ گئے بالائی لینے۔ بی بی جی کے پاس بیٹھی تھیں خود بخود تو بیان کرنے لگیں۔

" خدا کی مار اس موذی پر کیسا خبطی ہے روز ایک مہمان پکڑ لاتا ہے جیسے کو مزے دار کھانا کھلا کے پھر بیٹے سے منہ کچل دیتا ہے " مہمان نے جو یہ آواز سنی جان لے کے بھاگے۔ صاحب خانہ گھر میں آئے دیکھا تو میاں خفا کا پتا نہیں بی بی سے حال دریافت کیا انھوں نے منہ بچکا کے کہا ایسے سل کا بٹا مانگتے تھے میں نے دیا نہیں بس وہ ناراض ہو کے چلے گئے۔ اے ابھی ابھی تو گئے ہیں جا دو منا لاؤ۔ میاں بٹا لے کے تعاقب میں دوڑے آگے آگے میاں خفا پیچھے پیچھے یہ۔ خفا نے پلٹ کے دیکھا بٹا آرہا ہے اور بھٹ بھاگنا شروع کیا۔ لاکھ صاحب خانہ غل مچاتے رہے۔ ارے میاں خفا قربان گیا تھا بٹا۔ یہ حاضر ہے لیتے جاؤ۔ بٹنے کے لیے نہ بگڑو۔ مگر وہ کس کی سنتے ہیں۔ گھر میں بھی گئے تو ڈیوڑھی کی زنجیر اندر سے چڑھا لی غرض بی بی نے کل سامان دعوت دکھ سے نوش کیا۔ حضور سے بھی التماس ہے کہ بٹے کے لیے خفا نہ ہوں۔

اجلاس جناب منشی محمد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل بلہور ضلع کانپور

نوٹس حسب دفعہ ۸۱ فقرہ ۲ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۲۶ء

۴۳۷ موضع گھٹولی پرگنہ بلہور ضلع کانپور مدعی

[illegible]

نام موضع و محال	[illegible]				
رقبہ	[illegible]				
لگان سالانہ	نام سنہ	اصل	باقی	سود	میزان کل مطالبہ
[illegible]	۱۳۳۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۳۳۵		[illegible]	[illegible]	[illegible]
میزان		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

دستخط حاکم بحروف انگریزی

تاریخ پیشی ۱۳ اپریل ۱۹۲۷ء



پولیٹیکل جمناسٹک

"دوم سادھنے کا کھیل"

کیپٹن :- اے شاباش کھلاڑی!

اروِن :- ہاں میری جان - تو وہاں میں یہاں - قلابازی برابر ہے!

ورنہ دوسرے اس خوان نعمت سے مستفید ہو گئے اور جناب والا ضمان کی کالی صورت دیکھیں گے قربان کیا تھا؟ زیادہ کیا عرض کروں۔ آپ کی خطا نہیں ان گمراہوں کا قصور ہے جنہوں نے غلطی مذاق بگاڑا اور جن کی آجکل کثرت ہے۔

نامۂ عطوفت شطق آرا بیگم

بجواب نصیحت نامہ لالہ [illegible]

والا صاحب شمل نمبر ۵ پرسوں نامہ مع پرچہ دیگران جسے خود یا قسم کر دیا تمہاری گستاخی جیسی جو تم نے [illegible] کے لوگ زادوں کو بھیج دیا ریاست کے نام لکھی ہے شید ہی نے ملاحظہ فرمائی۔ مہاراجہ صاحب نے بھی کچھ اسی قسم کی نصیحتیں اپنے بھائی بندوں کو حال ہی میں کی تھیں اب معلوم نہیں کہ تم دونوں میں شاگرد کون ہے اور استاد کون مگر دونوں کی گفتگو ایک دوسرے سے اس قدر ملتی جلتی ہے جیسے دو منہ اور ایک زبان۔ ایک اچھی بات دو کے منہ سے نکلی تو اس میں کوئی برائی نہیں خوب ہوا کہ دو آدمی ہم زبان ہو گئے۔ مہاراجہ صاحب کی ریاست کا حال آپ زیادہ جانتے نہیں کہ کس عنوان سے حکمرانی کرتے ہیں اور جو صلاح انہوں نے دوسری ریاستوں کو دی ہے خود اس پر کہاں تک عمل کرتے ہیں۔ البتہ سنا ہے کہ آدمی مستقل مزاج ہیں دوسروں سے کچھ کہنے کے پہلے خود بھی اپنی اصلاح کی ہوگی۔ اب ان میں بیچاری چاردیواری میں بیٹھنے والی کیا جانوں کہ بیکانیر میں کیا ہوتا ہے مجھ کو برائی بھلائی سے کیا، دولت بہت ہوتے ہیں اتنی سی بات معلوم ہوئی تو کیا

نہ معلوم ہوئی تو کیا۔ دولت گھر دوسے ہی آ رہی ہے ان سب جگہ میں رہتی ہوں استقلال کی پختہ اسی کا قدر دان ہے۔ مگر اپنے نواب کی زبان سے اچھی طرح سنا ہے۔ تمہاری نصیحتیں کوئی [illegible] بڑے عجیب نہیں ہیں۔ اخلاق کی کتابوں میں جو ان ڈکروں بھر کر ایسی نصیحتیں موجود ہیں۔ بڑے بوڑھوں کی زبانی سنا ہے کہ نصیحت



"فراخیٔ دہن"

میخانہ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں
خمیازہ کھینچے ہے بت بیدادفن ہنوز

"ہائے اس موئے غار کا کیا ٹھکانا ہے۔ اسے کون بھر سکتا ہے"
"آ ۔۔۔۔ آ ۔۔۔۔ کو ۔۔۔۔ آ ۔۔۔۔ کہاں"

اسی منہ سے بھلی معلوم ہوتی ہے جو خود اس عیب سے پاک ہو۔ جیسے نواب کو دیکھو خود ہیں بد نظر اور چاہتے ہیں کہ لڑکے ہر وقت مصلے پر بیٹھے قرآن پڑھا کریں غیر عورت کو نظر بھر کے نہ دیکھیں۔ ننھی ننھی جانوں پر تاکید ہے کہ جھوٹ نہ بولا کرو مگر جب خود دوسرے محل میں جاتے ہیں اور کوئی لڑکا دیکھ لیتا ہے تو اس سے کہتے ہیں خبردار ابھی اماں سے

نہ کہنا کہ ابا کہاں ہیں اور جو پوچھیں تو کہنا ہم نہیں جانتے۔ بھلا ایسی نصیحت کیا خاک اثر کرے گی لڑکے بھی وہی سیکھیں گے جو باپ کو کرتے دیکھیں گے۔ تم نے ریاستوں کو جو سبق دیا ہے وہ بہت اچھا ہے مگر دیکھیو بات کا اثر اتنا زیادہ خود کر کے دکھاؤ تمہاری عملداری میں یہی کتاب نصیحت نامہ کی کہاں تک پڑھی پڑھائی جاتی ہے زیادہ طول کیا سے سیدھی ایک ہی بات کہتی ہے۔ تمہارا قول ہے کہ ریاستوں میں رعایا کی ترقی کے وسائل پیدا کیے جائیں راجا اور پرجا کے حق اپنی اپنی حد پر مقرر ہوں۔ قانون راجا کی مرضی اور منشے پر بنے۔ میری بوڑھی آنکھوں نے آجتک ترقی کے وسائل نہیں دیکھے یہ ایک پہیلی ہے۔ آخر بتاؤ ترقی کے معنی کیا ہیں یہی نہ کہ دولت زیادہ ہو رعایا امن چین سے رہے کھانے پینے کی چیزیں سستی ہوں جنگ [illegible] کی مصیبت گھٹے۔ رئیس رعایا کا خیر خواہ ہو۔ رعایا رئیس کی عاشق۔ ملک میں جو امن ہونے نہ پائے یاد رکھیو؟ میں دیکھتی ہوں کہ دولت بڑھی مگر وہ کہاں ہے؟ گھروں میں آ کے اڑتی ہے۔ ہاں درآمد برآمد کے رجسٹر دفتروں کی رقم ہندسوں میں لکھی ہوئی ہے۔ دولت کی برکت اڑ گئی۔ رعایا کے امن چین کا یہ حال ہے کہ ہر گھر میں جھوٹ ہر محلہ میں نفاق ہر شہر میں دنگا فساد ہے۔ ڈاکے پڑتے ہیں چوریاں ہوتی ہیں۔ فوجداری کچہری میں جو چیز آج نظر آتا ہے کبھی ہم نے کاہے کو دیکھا تھا اگر [illegible] کا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ مردوں کی قوت کے اشتہار [illegible] ہیں اسلیے ہندوستان کے تمام مردوں کو ہیجڑا سمجھنا چاہیے تو میرا یہ مسئلہ بھی صحیح ہے کہ فوجداری [illegible]

دیتی ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ رعایا چین سے نہیں ہے۔ اگلے زمانہ میں جو دودھ کبھی کبھار ہوتی تھیں آج وہ روزمرہ کا معمول ہوگئی ہیں۔ پرنس کے گشت اگرون کی تعداد ہر سال بڑھائی جاتی ہے۔ کھانے پینے کی ارزانی کا حال بالکل عیاں ہے۔ غریب مزدور محنت کرتے کرتے تھکے جاتے ہیں اور اپنے بال بچون کا پیٹ نہیں بھر سکتے۔ زری گلیون میں محل کے جھونپڑون کی سیر کرو تو معلوم ہو کہ سو میں ایک کی مناسبت سے بھی ایسا گھر نہ ملے گا جسے معقول وقت فراغت سے غذا میسر ہوتی ہو۔ اگلے زمانے کے بھیک مانگنے والے موٹے تازے تندرست تھے بھیک مانگتے تھے تو جہالت اپاہج پن اور آبائی پیشہ کے نباہ کی وجہ سے۔ کھانے پینے کی افراط تھی جنہیں خدا نے دیا تھا وہ ان کا پیٹ بھر دیتے تھے۔ اب جو بھیک مانگتے ہیں وہ سچ مچ فاقون مرتے ہیں سو طاقت میں ہزارون پسلیان دکھائی دیتی ہیں۔ ان کا شمار ہزار چند بڑھ گیا ہے۔

روزگار نہیں ہے مزدوری میں برکت نہیں ہے کوئی سرمنڈی کا شمار لیفارم جب یہ کہتا ہے کہ انہیں مفت خوری کی عادت ہے تو میرا جی چاہتا ہے اسکا منھ نوچ لون۔

بھئی دیکھو لاٹ صاحب اب میں تم سے پوچھتی ہون کہ آج تک سیکڑون لاٹ صاحب آئے ان میں سے کون اُنکی طرف جھکا۔ آئے مفت کی تنخواہ لی اپنے نام کی نئی سڑکیں نکالیں نئی نئی بڑی بڑی عمارتیں

بنوائیں دو دو تین تین ایڈوائیں۔ رئیسون کے گھرون گئے جاکے انہیں زیر بار کیا۔ پنشن لی اور چلتے ہوئے۔ کچہریون میں دن دہاڑے رشوت لی جاتی ہے۔ کیا یہ ترقی کا وسیلہ ہے؟

کوئی مظلوم فریاد نہیں کر سکتا جب تک اسکی جیب بھری پڑی نہ ہو۔ کیا یہ ترقی کا وسیلہ ہے؟ یہ سچ ہے کہ ریاستون میں بڑی ہونگ ہے انہیں نصیحت کرنی چاہیے مگر یہ نصیحت جب دیجاتے کی جاتی تو اچھا تھا تمہاری عملداری میں رہنے والون کو یہ اعتراض تو نہ ہوتا کہ ہمارے دوسرون کو نصیحت کرتے ہیں اور اپنی حکومت کے قاعدے قانون پر نگاہ نہیں ڈالتے۔ غریب ریاستیں اتنا جبہ کہان سے لائیں کہ تمہارے منھ آئیں۔ مٹھ کی کھائی ہو تو زبان کھولیں۔ عرض کر رکھ رعایا کی مرضی کے مطابق قانون بنا ریاست کے بجٹ میں مہمانون کی چکیون کی رقمیں رکھی گئی تم یا تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی ناخواندہ مہمان جان پر نہیں ہو گیا۔ ہم آتے ہیں ایک بات کہنی ہے اے حضرت آپ کیون آتے ہیں وہیں سے جو کچھ کہنا ہے کہہ دیجئے۔ نہیں ہم کان ہی میں بات کہیں گے۔ لاحول ولا قوۃ۔ حضرت تین سال سے ریاست میں قحط پڑا ہوا ہے پانی کا ایک قطرہ نہیں برسا۔ رعایا میں سکت آپ کی مہمانداری کا نہیں۔ خزانے میں ایک پائی نہیں۔ مگر ہم تو آئینگے۔

باقی آئندہ

راقم

منشی آغا بیگم

دبی زبان سے ہوٹل والون نے پوچھا:۔ افغان چھری کا نٹا کرن کھا گیا۔ خان نے جواب دیا یہ ہمارے ملک کی رسم ہے چھری کا نٹا چھری کھانے والے کا حق ہے۔ اس نا شکاری حق پر ملا جی بینوی کا خذون نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ کابلی وحشی کابلی چور۔ کابلی نامہذب۔ انکی دعوت اصفہانی طرز پر کی جائے تو بہتر ہے۔ مسکا کو کھڑے منی کے طباق اور سفالی پیالے۔

آج کابلی کے علی اشرا اپنی خوشی خلاف ملک کے ساتھ میز پر کھاتے پھرتے ہیں یہ تو معلوم نہیں کہ انکے ہمراہیون نے اپنا قدیمی حق چھری خوری اب تک بھی وصول کیا یا نہیں مگر ملکہ صاحبہ کی تصویر مختلف مواقع میں ہم نے دیکھی اور سمجھ گئے کہ چھری کا نٹے حاصل کرنے کی غرض کابل نے یورپ سے تہذیب کا درس ضرور لیا۔

ایران سے پردہ اٹھ چکا۔ ترکون میں پردہ جرم عظیم ہے افغانی پردہ خشکی تک قائم رہا جہاز پر قدم رکھتے ہی مقنع کا نیچہ کھلا نقاب سمندر میں جا گری تہذیب کی اعلےٰ علامت بے پردگی ہے حضور اور حضورہ کی ملکہ ہیں اسلام پناہ مسلمان ہمیشہ سے اپنے بادشاہون کے مقلد خاص ہیں بس عنقریب ہندوستان بھی پردے کو جھک کے سلام کرے گا۔

ڈاکٹر ضیاء الدین عازم بھاگ نگر

پرانی مثل ہے ہارے تو چلے نان پارے مگر اب ہار کی خفت یورپ جانے سے مٹتی ہے۔ جو کوئی ہارتا ہے یورپ کی سدھیان جاتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ضیاء الدین مسلم یونیورسٹی کو نقصان پہونچانے کے بعد مقیم ہوئے تو دامن گردان کے یورپ جانے کی دل میں ٹھانی۔ کہتے ہیں کہ آپ پہلے حج کرینگے پھر لندن کا طواف مطلب ثواب ہے۔ جا ہے کہے جائیں یا ہائیڈ پارک۔ سمندر سے واپسی کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہیرہ ڈال صاف ہو جائیگا اور دامن عمل میں کوئی داغ باقی نہ رہے گا۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

۱۸۹۵ء میں شہزادہ نصر اللہ خان یورپ کی سیر دیکھنے تشریف لیگئے۔ معصوم رعایا دو تین برس آپ کے ہمراہی کچھ اس غضب کا معدہ ساتھ لیتے گئے تھے کہ چاندی کے چھری کانٹے بھی ہضم کر جاتے تھے۔ ایک آدھ مرتبہ یہ مصیبت نازل ہوتی تو بات ٹل جاتی جب ہر ایک دعوت میں یہی واقعہ ہوا تو

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کیگئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے قاعدے کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا۔ ایک معمولی باجہ یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازبھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصۂ اول کی ۱۲ فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ